تعلیم وتربیت اور تزکیۂ نفوس کے چند حکیمانہ واقعات

مولانا عبدالرؤف رحمانی

قرآن شریف میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں ارشاد ہے:

﴿هو الذی بعث فی الامیین رسولا منهم یتلوا علیهم ایته ویزکیهم ویعلمهم الکتب والحکمة وان کانوا من قبل لفی ضلل مبین﴾(۱)

"اسی نے قریش کے ناخواندہ لوگوں میں، انہیں میں سے رسول بھیجا ہے، جو اس کے احکام کو پڑھ کر انہیں سناتا ہے اور ان کو پاک کرتا ہے اور ان کو کتاب اور علم وحکمت سکھاتا ہے، ورنہ اس سے پہلے تو یہ لوگ کھلی گمراہی میں تھے۔"

اس آیت کریمہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف کی گئی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان پڑھ لوگوں میں رسول ہو کر مبعوث ہوئے، ان پر آیات قرآنیہ کی تلاوت کرتے، ان کے قلوب کا تزکیہ کرتے اور ان کو کتاب وحکمت کی تعلیم دیتے تھے۔ آیات قرآنیہ کی تلاوت، لوگوں کے قلوب ونفس کا تزکیہ اور کتاب اللہ کی تعلیم اور حکمت ودانائی کی باتیں سکھانا رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا فریضہ بتایا گیا ہے، چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان تمام صفات سے متصف اور اوصاف حسنہ کے حامل تھے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حکیمانہ تربیت وتزکیۂ نفوس کے سلسلے میں علامہ سیوطیؒ نے ایک بہترین واقعہ اپنی کتاب "الخصائص الکبریٰ" میں نقل فرمایا ہے کہ ایک نوجوان شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، اس نے عرض کیا کہ یارسول اللہ، میں اسلام کے تمام احکام پر عمل کروں گا، مگر ایک چیز کی مجھے بڑی خواہش ہے، اس سے مجھ کو مستثنیٰ رکھا جائے اور چھوٹ دے دی جائے، یعنی میں صرف زنا کی اجازت چاہتا ہوں کہ میں عورتوں کا بڑا عاشق ہوں، اس بات پر دوسرے صحابہ اسے ڈانٹنے لگے کہ تم اس ناجائز اور حرام فعل کی کیسے اجازت چاہتے ہو، بھلا پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم تم کو اس کی اجازت دیں گے؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس نوجوان کو اپنے ق [illegible] پوچھا کہ کیا تو اپنی ماں سے زنا کر سکتا ہے؟ اس نے کہا: یا

رسول اللہ! ماں سے زنا کون کرے گا؟ آپ نے فرمایا: ہاں کوئی شریف آدمی اپنی ماں سے زنا نہیں کرے گا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو اپنی خالہ سے زنا کرے گا؟ تو اس نے کہا کہ اے اللہ کے رسول! بھلا خالہ سے کون زنا کرے گا؟ تو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا کہ ہاں کوئی شریف آدمی اپنی خالہ سے زنا نہیں کرے گا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ تو اپنی پھوپھی سے زنا کرے گا؟ تو اس نے کہا کہ اے اللہ کے رسول! پھوپھی سے کون زنا کرے گا؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں کوئی شریف آدمی اپنی پھوپھی سے زنا نہیں کرے گا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ کیا تو اپنی بہن سے زنا کرے گا؟ تو اس نے کہا کہ اے اللہ کے رسول! یہ تو غیر ممکن ہے، اپنی بہن سے کون زنا کرے گا تو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں واقعی کوئی شریف آدمی اپنی بہن سے زنا نہیں کرے گا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ کیا تو اپنی لڑکی سے زنا کرے گا؟ تو اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! یہ تو ناممکن ہے، کوئی اپنی بیٹی سے کیسے زنا کرے گا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں کوئی شریف آدمی اپنی بیٹی سے زنا نہیں کرے گا۔

اس حکیمانہ تعلیم کے بعد حضور اکرم صلی الہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تو اپنی ماں، خالہ، پھوپھی، اپنی بہن اور لڑکی سے زنا نہیں کرسکتا اور نہ کوئی شریف آدمی یہ کرے گا تو جس کسی دوسری عورت سے تم زنا کا ارادہ کروگے، آخر وہ بھی تو کسی کی ماں ہوگی، یا کسی کی خالہ یا پھوپھی ہوگی، یا کسی کی بہن یا بیٹی ہوگی تو جس طرح تم اپنی رشتے والیوں سے زنا نہیں کرسکتے، اسی طرح دوسروں کی رشتے والیوں سے بھی زنا نہیں کرسکتے، یہ انتہائی شرم وعار کی بات ہوگی، جس طرح تم کو برا لگتا ہے، اسی طرح دوسروں کو بھی اپنی ماں، خالہ، بہن، بیٹی وغیرہ کے بارے میں برا لگے گا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حکیمانہ باتیں اس نوجوان کی سمجھ میں آگئیں، اس نے اسی مجلس میں خالص توبہ کی اور اپنے ارادۂ بد سے ہمیشہ کے لئے تائب ہوگیا۔

تزکیۂ نفوس کا دوسرا واقعہ:...... آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک غزوے میں صحابہ کے ہمراہ تشریف لے جارہے تھے، اس غزوے میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی تھے، رات کے آخری حصے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین اور مجاہدین کو تھوڑی دیر کے لئے آرام کرنے اور سونے کا حکم دیا تھا کہ صبح سویرے بیدار ہوجائیں اور تازہ دم ہوکر پھر چلیں، حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہم اجمعین دونوں کے پاس ایک اونٹ اور ایک ہی غلام تھا، جو کھانا وغیرہ تیار کرتا تھا اور اونٹ کے لئے چارہ لاتا تھا، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے غلام سے اس وقت فرمایا کہ ہم دونوں سونے جارہے ہیں، تم ہمارے لئے سالن بنالو، جب حضرت ابوبکر وعمر فاروق رضی اللہ عنہم اجمعین دونوں حضرات بیدار ہوئے تو دیکھا کہ غلام سورہا ہے اور سالن وغیرہ نہیں بنایا، غلام کو جگانے سے پہلے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: إنه لنؤوم! یعنی "یہ تو بہت سونے والا ہے۔" حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ إنه لغافل! "یہ بہت کاہل اور بدھو کر ہے۔" آپس میں اس کے متعلق یہ خیالات ظاہر کررہے تھے، پھر غلام کو جگایا اور پوچھا کہ کیا تم نے سالن بنایا؟ اس

نے کہا: حضور! ٹھنڈی ہوا کی وجہ سے میری بھی آنکھ لگ گئی، سو گیا اور سالن نہ بنا سکا تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اب یہی تدبیر بہتر ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دستر خوان وسیع ہے، کئی غلام اور کاتبان وحی آپ کے ساتھ ہیں، ازواج مطہرات رضی اللہ عنہا بھی ہیں، وہاں کھانے میں وسعت ہوتی ہے، ہم سب کے لئے تھوڑا سا سالن مانگ لاؤ اور ہم دونوں کا پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے سلام عرض کرو، غلام جب حاضر ہوا اور حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہم اجمعین کا سلام عرض کیا اور تھوڑا سا سالن دونوں کے لئے طلب کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ إنهما ائتدما کہ وہ دونوں تو سالن کھا چکے ہیں، انہیں سالن کی کیا ضرورت ہے؟ جب غلام نے آکر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مقولہ نقل کیا تو دونوں دوڑے ہوئے دربار رسالت میں حاضر ہوئے اور پوچھا: كيف ائتدمنا يا رسول الله! اے اللہ کے رسول! ہم دونوں نے سالن کیسے کھایا؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بتلایا: بلحم أخيكما حين غبتما، یعنی "تم دونوں نے اپنے بھائی کے گوشت کا سالن کھایا، جب تم دونوں نے اس کی غیبت کی"۔ غیبت کو قرآن مجید نے مردہ بھائی کا گوشت کھانے سے تعبیر کیا ہے، اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اشارہ تھا کہ جب تم دونوں نے اپنے سوئے ہوئے بھائی کے متعلق نکتہ چینی کی اور اس کی غیبت کی تو آیت کریمہ کی روشنی میں گویا تم نے اس کا گوشت کھایا ہے، پھر سالن کی کیا ضرورت؟ تو دونوں حضرات اپنی غلطی پر نادم ہوئے اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول! ہمارے لئے مغفرت کی دعا کر دیجئے، اس وقت مربی اعظم، رسول برحق صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو کیسی اچھی تعلیم دی، فرمایا کہ تم دونوں نے میرے حق میں غلطی نہیں کی ہے کہ میں تمہارے لئے خدا سے دعائے مغفرت کروں، بل کہ تم لوگوں نے اپنے غلام کے حق میں غلطی کی ہے، اس سے جا کر درخواست کرو کہ وہ تمہارے لئے دعائے مغفرت چاہے، چنانچہ دونوں حضرات لوٹ آئے اور غلام سے مغفرت کی درخواست کی۔

دونوں بڑے امیر اور دولت مند صحابی تھے، ایک غلام کے سامنے درخواست کرنے پر مجبور ہوئے، حالی نے ایک شعر میں اس جذبۂ اطاعت اور اتباع کی تعریف کی ہے، لکھتے ہیں:

سعادت بڑی اس زمانے کی یہ تھی — کہ جھک جاتی گردن نصیحت پہ سب کی

دیکھا آپ نے، کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے جلیل الشان صحابہ کی ہدایت و اصلاح کے لئے نیز ان کے تزکیۂ نفوس اور تطہیر قلب کے لئے کتنا اچھا ڈھنگ اور اسلوب اختیار کیا اور عیب جوئی اور نکتہ جیسی مذموم حرکت سے ان کے ضمیر کو پاک و صاف کرنے کے لئے کتنا انوکھا اور نرالا طرز استعمال کیا کہ بڑے سے بڑے کو ادنیٰ غلام کے سامنے جھکا دیا۔

تزکیۂ نفوس کا تیسرا واقعہ:...... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی مجلس میں تشریف فرما تھے، ایک نوجوان نے حاضر ہو کر عرض کیا کہ میں چار گناہوں میں مبتلا ہوں، چوری کرتا ہوں، زنا کرتا ہوں، شراب پیتا ہوں اور جھوٹ بولتا ہوں، ان سب کاموں کو یک بارگی نہیں چھوڑ سکتا، پہلے کس کام کو چھوڑ دوں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم تزکیۂ نفس کے ماہر تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو جھوٹ بولنا چھوڑ دے، اس نے اقرار کیا کہ میں اب جھوٹ نہیں بولوں گا، جب رات میں چوری کا

ارادہ کیا تو خیال آیا کہ صبح حضور صلی اللہ علیہ وسلم پوچھیں گے کہ کون سے جرم کیا تو میں اقرار کر چکا ہوں کہ جھوٹ نہیں بولوں گا، اگر مجھے جھوٹ بولنا ہے تو چوری نہیں کر سکتا، اسی طرح شراب کے متعلق سوچا کہ تھوڑی سی پی لوں تو کیا حرج ہے؟ پھر خیال آیا کہ صبح حضور صلی اللہ علیہ وسلم پوچھیں گے، تو نے شراب پی کہ نہیں؟ تو میں جھوٹ نہ بولنے کا اقرار کر چکا ہوں، تو اگر مجھے جھوٹ نہیں بولنا ہے تو مجھ کو شراب بھی نہیں پینا ہے، پھر خیال آیا کہ فلاں معشوقہ کے یہاں جا کر زنا کروں، لیکن اس خیال پر اس بات نے بندش لگادی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر صبح پوچھیں گے کہ تم نے کوئی برا کام تو نہیں کیا؟ تو اگر مجھے جھوٹ نہیں بولنا ہے تو پھر زنا بھی نہیں کرنا چاہئے، چنانچہ تینوں گناہوں سے کنارہ کش ہو گیا اور اپنے اس ایک وعدہ جھوٹ نہ بولنے میں ایسا سچا ثابت ہوا کہ تمام غلیظ وشدید قسم کے گناہوں سے باز رہنے پر مجبور ہو گیا، یہ روایت سنن اربعہ میں موجود ہے۔ اس واقعے کی روشنی میں صاف ظاہر ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے تزکیۂ نفس اور تطہیر باطن کے لئے ایسا حکیمانہ نسخہ تجویز کیا جو اس کے تمام گناہوں کے راستے میں سد باب بن گیا۔

تزکیۂ نفوس کا چوتھا واقعہ:......رسول اللہ صلی اللہ علہ وسلم نے اس انداز میں تعلیم وتربیت فرمائی اور ان لوگوں کو زہد و قناعت کی زندگی اور تھوڑے بہت سامان پر قناعت کرنے کی تعلیم دی، چاہے وہ بادشاہِ زمانہ، خلیفۂ وقت ہو یا ملوک صف شکن ہو، سب کو پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سادگی کی تعلیم نے صابر اور قانع بنا دیا۔

چنانچہ جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ خلیفہ مقرر ہوئے اور ان کا راشن مشورے سے مقرر ہوا تو ان کے راشن میں اس کی گنجائش نہ تھی کہ کوئی میٹھی چیز بن سکے، مہینوں کے بعد خلیفۂ اول کی بیوی نے کہا کہ کچھ حلوہ پکانے کو جی چاہتا ہے، کچھ راشن بڑھا لو تو میں انتظام کر لوں گی، آپ نے فرمایا کہ ہمارے لئے اس سے زیادہ راشن ملنا مشکل ہے، تم اسی راشن پر قناعت کرو، اس جواب کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیوی نے اپنے مقررہ راشن میں سے چٹکی چٹکی بچانا شروع کیا، جب مختصر انتظام ہو گیا تو آپ کی بیوی نے آپ سے کہا کہ ہم نے کچھ آٹا وغیرہ بچا لیا ہے، آپ بازار سے کچھ شکر منگا لیجئے تو حلوہ بن جائے، سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بیوی سے پوچھا کہ کتنا سامان بچایا ہے تو انہوں نے بچا ہوا سامان پیش کر دیا، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے وہ سامان بیت المال میں لے جا کر جمع کر دیا اور نگران بیت المال سے کہا کہ ھذا یفضل عن قوتنا ''یہ میرے راشن میں زیادہ جاتا تھا'' میری بیوی نے ایک ایک چٹکی کم کر کے اسے بچایا ہے، اب اس کے بغیر بھی ہمارا کام چل جائے گا، اتنا ہمارے راشن میں سے کم کر دیا جائے۔ (۵)

تزکیۂ نفس وتطہیر باطن کا پانچواں واقعہ:......رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کی اس طرح تعلیم وتربیت فرمائی تھی اور ان کے باطن کو پاکیزہ اور دل کا تزکیہ کیا تھا کہ تکبر اور انانیت جیسی مذموم خصلتیں ان کے دلوں سے دور ہو گئی تھیں۔

علامہ ابوعبیدہ قاسم بن سلام نے لکھا ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں فلاں پہاڑ کے پاس ایک زمین دی تھی، اس

دستاویز پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مہر انگوٹھی ثبت ہے اور چند صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے دستخط بھی ہیں، اب اس پہاڑی سے پانی کا ایک چشمہ پھوٹ پڑا ہے، جس سے ہم اپنے کھیت اور زمین کو سیراب کر سکتے ہیں، لہٰذا اس چشمے سے فائدہ اٹھانے کا حق ہمیں دیا جائے، کیوں کہ وہ چشمہ ہماری زمین کے بالکل قریب ہے، پہلے ہمارا کھیت پڑتا ہے، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور دیگر ارکینِ شوریٰ نے اس کاغذ کو دیکھ کر باہم مشورہ کیا، تو یہ رائے طے پائی کہ اس چشمے کو اس آدمی کے لئے مخصوص کر دیا جائے اور صرف اسی کو اس چشمے سے فائدہ اٹھانے کا حق حاصل ہونا چاہئے، چنانچہ سب نے منظوری دے دی، لیکن حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے یہ بات فرمادی کہ اس مجلس شوریٰ کے ایک اہم رکن حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا دستخط باقی ہے، ان سے بھی دستخط کرالو، ان لوگوں نے پوچھا کہ وہ کہاں ملیں گے؟ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یا تو گوشت کی منڈی میں ہوں گے یا مچھلیوں اور پھلوں کے بازار میں ہوں گے، وہاں سے ردی، مال، پھلوں اور کم زور، مریل بکریوں اور گلی سڑی مچھلیوں کو بازار سے باہر کر رہے ہوں گے، یہ لوگ اس منڈی میں گئے، ملاقات ہوئی، اپنا مقدمہ ان سے بھی بیان کیا اور کاغذ دکھلایا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کاغذ پڑھ کر پھینک دیا، دستخط نہیں کیا اور غصے ہو کر فرمایا: "ا هنا لك كله دون الناس" یعنی "دوسروں کو محروم کر کے اس چشمے کا سارا پانی صرف تمہیں کو دیدیا جائے،" یہ غیر مناسب ہے، یہ فیصلہ غلط ہے، میں اس پر دستخط نہیں کر سکتا، اس کاغذ کو لے چلو، چنانچہ دونوں امیر المومنین حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور بگڑ کر کہنے لگے: أنت أمير المؤمنين أم عمر؟ "آپ امیر المومنین ہیں یا عمر رضی اللہ عنہ؟" اس سوال پر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے خلاف نہ طیش آیا، نہ آپ کی انانیت بھڑکی، بلکہ خوش ہوئے اور سنجیدگی سے جواب دیا: سیکون عمر إن شاء الله کہ ان شاء اللہ عمر بھی خلیفہ ہوں گے، یہ بات چیت ہو رہی تھی کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی مجلس میں آگئے اور فرمایا کہ وہ پہاڑی چشمہ ہے جو ہمیشہ رواں دواں رہے گا، یہ پانی عام رعایا کے لئے فائدہ اٹھانے کی چیز ہے، صرف تنہا ایک آدمی کے لئے اسے منحصر کرنا ٹھیک نہیں ہے، ہاں ان دونوں کی زمین سے وہ چشمہ متصل ہے، اس لئے ان کو اولاً استعمال کرنے کا حق حاصل ہونا چاہئے، باقی پانی سے عام پبلک مستفیض ہوتی رہے، پھر اس فیصلے کو بحال کر دیا گیا۔(۶)

سبحان اللہ! وہ پاک نفوس جو نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے تربیت یافتہ تھے، کس قدر باہمی مشورے سے اپنے اختلاف رائے کو دور کر لیتے تھے اور جذبات کی رو میں نہیں بہتے تھے، اس واقعے کی روشنی میں معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خلیفۂ اول حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے دل کی کتنی بہترین تربیت وتطہیر فرمائی تھی کہ ان کا سینہ کدورت، انانیت اور نفسانیت سے پاک ہو گیا تھا اور امارت وخلافت کے ایام میں بھی انہوں نے اپنے نفس کو نظم وضبط کا پابند رکھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بہترین تربیت اور عمدہ تزکیے کے سبب ہمیشہ ان کے قدم حق اور انصاف کی راہ پر ثابت رہے اور وہ لوگ فرمان خداوندی ﴿وأمر هم شورىٰ بينهم﴾ کے سچے مصداق رہے۔

......................جاری ہے......................